سرکاری رپورٹ

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا چوتھا اجلاس

کاروائی اجلاس منعقدہ پنجشنبہ مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۸۵ء

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
۱-	تلاوت قرآن مجید و ترجمہ	۱
۲-	حلف عہدہ	۲
۳-	وقفہ سوالات	
۴-	اعلانات :- (۱) صدر نشین کا تقرر	۳۶
	(۲) رخصت کی درخواستیں	۳۷
۵-	بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ء میں ترامیم۔	۳۷
۶-	مسودات قوانین جو پیش کیے گئے :-	
	(۱) بلوچستان کے وزیر اعلیٰ اور صوبائی وزراء کے (مشاہرات و مواجبات اور استحقاقات کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء)	۴۵
	(۲) بلوچستان اسمبلی کے اراکین کے (مشاہرات و مواجبات) کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء)	

جلد چہارم ——— شمارہ اوّل

۱۶

بلوچستان صوبائی اسمبلی

مسٹر اسپیکر:-	مسٹر محمد سرور خان کاکڑ
ڈپٹی اسپیکر:-	مسٹر عبدالظاہر آغا
سیکرٹری اسمبلی:-	اظہر سعید خان
ڈپٹی سیکرٹری:-	محمد حسن شاد

فہرست کابینہ

۱-	جام میر غلام قادر خان	وزیر اعلیٰ
۲-	نواب تیمور شاہ جوگیزئی	وزیر صحت
۳-	ارباب محمد نواز کاسی	وزیر خوراک - زراعت
۴-	میاں سیف اللہ خان پراچہ	وزیر منصوبہ بندی و ترقیات
۵-	سردار بہادر خان بنگلزئی	وزیر تعلیم و بہبود آبادی
۶-	میر عبدالغنی جمالی	وزیر وزیر مال و اطلاعات کھیل و ثقافت
۷-	ڈاکٹر محمد حمید بلوچ	وزیر مواصلات و تعمیرات
۸-	سردار احمد شاہ کھیتران	وزیر لوکل گورنمنٹ
۹-	سردار محمد یعقوب ناصر	وزیر آبپاشی و برقیات
۱۰-	میر محمد نصیر مینگل	وزیر صنعت معدنی وسائل محنت، افرادی قوت
۱۱-	ملک محمد یوسف خان پیر علی زئی	سماجی بہبود، زکوٰۃ، حج اور اوقاف
۱۲-	میر ہمایوں خان مری	مالیات - قانون و پارلیمانی امور

مشیر

۱۳- مسٹر ناصر علی بلوچ	تعلیم و برقیات
۱۴- مسٹر ذوالفقار علی مگسی	منصوبہ بندی و ترقیات
۱۵- شیخ ظریف خان مندوخیل	مشیر برائے وزیر اعلیٰ
۱۶- ملک گل زمان خان کاسی	پی اینڈ ڈی و کیو ڈی اے۔

مددگار خصوصی

۱۷- مسٹر آبادان فریدون آبادان	محکمہ صنعت و حرفت

پارلیمنٹری سیکرٹریز

۱۸- سردار نور احمد مری	پارلیمنٹری سیکرٹری برائے وزیر اعلیٰ
۱۹- مسٹر عبدالغفور بلوچ	لوکل گورنمنٹ
۲۰- مسٹر اقبال احمد کھوسہ	تعلیم۔ مالیات
۲۱- میر عبدالمجید بزنجو	تعمیرات و مواصلات
۲۲- سردار نثار علی	صنعت و حرفت۔ محنت
۲۳- مسٹر بشیر مسیح	صحت
۲۴- میر عبدالکریم نوشیروانی	پارلیمنٹری سیکرٹری وزیر اعلیٰ
۲۵- ملک محمد انور ریاستانی	محکمہ مال

نام اراکین

۲۶- مسز فضیلہ عالیانی

۲۷- مس پری گل آغا

۲۸۔ میر احمد خان ۔
۲۹۔ ارجن داس بگٹی ۔
۳۰۔ عصمت اللہ خان موسیٰ خیل ۔
۳۱۔ میر چاکر خان ڈومکی ۔
۳۲۔ سید داد کریم ۔
۳۳۔ سردار دینار خان کرد
۳۴۔ حاجی عید محمد نوتیزئی
۳۵۔ میر فتح علی عمرانی
۳۶۔ سردار خیر محمد خان ترین
۳۷۔ میر محمد علی رند
۳۸۔ مسٹر محمد صالح بھوتانی (تشریف نہیں لائے)
۳۹۔ حاجی محمد شاہ مردان زئی
۴۰۔ میر نبی بخش خان کھوسہ
۴۱۔ مسٹر نصیر احمد باچا
۴۲۔ میر سلیم اکبر بگٹی (تشریف نہیں لائے)
۴۳۔ پرنس یحییٰ جان

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا چوتھا اجلاس -!

اسمبلی کا اجلاس پنجشنبہ مورخہ ۳؍ اکتوبر ۱۹۸۵ء بوقت پانچ بجے شام زیرِ صدارت مسٹر محمد سرور خان کاکڑ اسپیکر منعقد ہوا -!

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ: از قاری سید حماد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۙ یُّصْلِحْ
لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ
فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ
اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۙ (صدق اللہ العظیم)

(سورۃ الحزاب آخری رکوع)

ترجمہ :-

اے ایمان والو ! اللہ سے ڈرو اور بات کرو بالکل سیدھی اور سچی اور بے لاگ ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی اصلاح فرما دے گا ۔ اور تمہاری کوتاھیاں معاف کر دے گا ۔ اور جو کوئی بھی اللہ کی اور اُس کے رسول کی اطاعت کرے گا ۔ یقیناً وہ کامیابی کو پہنچے گا ۔ بیشک ہم نے یہ امانت (یعنی ذمہ داریوں کا بوجھ) آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پہ پیش کیا ۔ سو ان سب نے انکار کیا کردہ امانت (یعنی ذمہ داریوں) کا بوجھ اُٹھائیں اور وہ ڈر گئے ۔ اور اسے انسان نے اپنے ذمہ لے لیا ۔ بیشک انسان (یعنی عملی زندگی میں بڑا ناحق شناس اور اپنی اعتقادی زندگی میں بڑا کوتاہ اندیش ہے ۔

(وما علینا الا البلاغ)

مسٹر اسپیکر:۔

میں میر محمد علی رند صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی سیٹ پر کھڑے ہو کر اپنے عہدے کا حلف اٹھائیں۔ (میر محمد علی رند نے ممبر صوبائی اسمبلی کی حیثیت سے اپنے عہدے کا حلف اٹھایا)

مسٹر اسپیکر:۔

ترتیب کار روائی کے مطابق اب وقفہ سوالات ہے۔ پہلا سوال مسٹر ارجن داس بگٹی کا ہے۔ مہربانی فرما کر وہ اپنا سوال پوچھیں۔

*۳۳۔ ارجن داس بگٹی:۔

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات یہ بیان فرمائیں گے کہ

الف:۔ کیا یہ درست ہے کہ کوئٹہ شہر کے اطراف میں قریبی علاقے مثلاً دیبہ پشتون آباد۔ ھُدہ اور آس پاس کے گاؤں سوئی گیس کی سہولت سے محروم ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈیرہ بگٹی اور سوئی گیس میں رہائش پذیر مقامی آبادی بھی گیس کی سہولت سے محروم ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو ان علاقوں میں گیس کب تک پہنچائی جائے گی۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ صدر مملکت نے سوئی گیس کے ایک میل کے نصف قطر میں گیس کنکشن مفت دینے کا حکم دیا تھا۔ لیکن نئی کنکشن ڈبل چارج پر دیئے جا رہے ہیں۔ ایسا کیوں ہے۔ وجہ بتلائی جائے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:۔

اس سوال کا تعلق وفاقی حکومت سے ہے۔ لہذا محکمہ اس کا جواب دینے سے قاصر ہے۔

مسٹر ارجن داس بگٹی :۔

(ضمنی سوال) جناب اسپیکر ! جیسا کہ وزیر موصوف نے اپنے جواب میں فرمایا کہ "اس سوال کا تعلق وفاقی حکومت سے ہے۔ لہٰذا محکمہ اس کا جواب دینے سے قاصر ہے۔" لیکن کیا میں یہ پوچھنے کی جسارت کر سکتا ہوں۔ کہ اس ضمن میں ہماری صوبائی حکومت کیا مدد کر سکتی ہے۔؟ کیونکہ ضرورت مند لوگ گیس کی سہولت سے محروم ہیں۔ نیز میرے سوال کے جز (ب) میں واضح ہے کہ "کیا یہ بھی درست ہے۔ کہ ڈیرہ بگٹی اور سوئی میں رہائش پذیر مقامی آبادی بھی گیس کی سہولت سے محروم ہے ؟"
کیا صوبائی حکومت وفاقی حکومت سے رابطہ قائم کر کے لوگوں کی محرومی دور کر سکتی ہے؟

مسٹر اسپیکر :۔

ارجن داس صاحب۔ آپ ضمنی سوال دریافت کر رہے ہیں۔ یا تقریر فرما رہے ہیں۔؟

میاں سیف اللہ خان پراچہ :۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات :۔

جناب اسپیکر ! رولز کے مطابق تو جواب یہی ہونا چاہیئے تھا۔ جو میں نے دے دیا۔ مگر ایوان کی معلومات کے لیے بتلانا چاہتا ہوں کہ صوبائی حکومت یہ کوشش کر رہی ہے۔ کہ وہ تمام علاقے جو سوئی سے لے کر کوئٹہ شہر تک ہیں۔ ان کو گیس فراہم کی جائے۔ تاہم اس میں مدت ضرور لگے گی۔ ابھی بدہ اور دہبہ تک گیس آ رہا ہے۔ اور انشاء اللہ شہر کے ہر کونہ میں پہنچائی جائے گی۔ اس کے علاوہ چھاؤنی میں بھی گیس پہنچ چکی ہے۔ اور اس سال گلیوں تک گیس آئے گی۔ ہو سکتا ہے کہ تمام گلیوں تک نہ پہنچائی جا سکے۔ لیکن جیسے جیسے وقت گذرے گا۔ ہمیں پیسے ملتے رہیں گے۔ تمام علاقوں کو گیس مل جائے گی۔ حتیٰ کہ شہر کوئٹہ کے اردگرد گلیوں اور گلی کوچوں تک فراہم ہو جائے گی۔ جہاں تک ڈیرہ بگٹی کو گیس فراہم کرنے کا تعلق ہے۔ تو یقیناً سوئی گیس ڈیرہ بگٹی کو بھی فراہم کی جائے گی۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ کہ یہ وفاقی حکومت کا مسئلہ ہے۔ میں ان کی معلومات کے لئے یہ وضاحت کر دی ہے۔

جناب مسٹر اسپیکر: اگلا سوال مس بیدی گل آغا کا ہے۔

۱۱۹ مس بیدی گل آغا:

کیا وزیر منصوبہ بندی وترقیات ازراہ کرم یہ بتلائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوئٹہ شہر میں صحافیوں کے لیے کیو۔ ڈی۔ اے نے کچھ رہائشی پلاٹس مخصوص کر رکھے ہیں؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو ان رہائشی پلاٹس کی تعداد کتنی ہے۔ اور کن کن صحافیوں کو الاٹ کیے گئے ہیں۔ ان کے نام اور تفصیلات سے مطلع کیا جائے۔

وزیر منصوبہ بندی وترقیات:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) ٹوٹل پلاٹوں کی تعداد جو صحافیوں کے لیے مخصوص ہے۔ وہ ۲۲ ہیں جنہیں مندرجہ ذیل صحافیوں میں تقسیم کیے گئے ہیں۔

لوکاسٹ ہاؤسنگ اسکیم:

نام صحافی	نام اخبار	نام صحافی	نام اخبار
(۱) رستم جی	کوئٹہ ٹائمز	(۲) محمد حسن نظامی	ہفت روزہ تنظیم
(۳) نور محمد پروانہ	سات روزہ ایلم	(۴) غلام محمد	تعمیر بلوچستان
(۵) محمد شریف	ہفت روزہ مسلم	(۶) محمد اقبال سلمان	زمانہ
(۷) صفدر حسین	بچوں کا اخبار	(۸) محمد اکبر اچکزئی	رپورٹر
(۹) سلطان صابر	ھمدرد	(۱۰) جمیل الرحمٰن	میزان
(۱۱) الطاف احمد	نعرۂ حق	(۱۲) ابراہیم خلیل	قاصد

چمن روڈ ہاؤسنگ اسکیم :-

(۱۳)	سرکار احمد	جنگ کوئٹہ	(۱۴)	مقبول احمد رانا	مشرق کوئٹہ
(۱۵)	فصیح اقبال	بلوچستان ٹائمز	(۱۶)	انیق یوسف	نعرہ حق
(۱۷)	مولوی عبدالواحد	پاسبان	(۱۸)	غلام طاہر	پاکستان ٹائمز
(۱۹)	اے آر۔ جمالی	رہبر نسواں	(۲۰)	عزیز بھٹی	نوائے وقت
(۲۱)	ملک محمد رمضان	ساربان	(۲۲)	شمس الحق	ڈان
(۲۳)	جلال احمد صدیقی	مشرق	(۲۴)	امداد نظامی	T. V

سمنگلی ہاؤسنگ اسکیم

(۲۵)	عبدالحق بابر	کاروان	(۲۶)	مسعود آصف	مسلم۔اسلام آباد
(۲۷)	عبدالصمد	مشرق	(۲۸)	شاہین سلطان بخاری	مشرق
(۲۹)	میر نصرت حسین	کالم نگار			

اس سکیم کے تحت تین پلاٹ خالی ہیں۔ جوکہ ابھی الاٹ نہیں ہوئے ہیں۔

مس پری گل آغا :-

جناب والا جیسا کہ جواب میں کہا گیا ہے۔ کہ اسکیم کے تحت تینوں پلاٹ خالی ہیں۔ یہ تین پلاٹ ٹی۔وی اور ریڈیو پاکستان کے غریب نمائندوں کو الاٹ کئے جائیں۔ تو کیا یہ بہتر نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ ہمارے ملک اور قوم کی خدمت کر رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی ہماری یہ خواہش ہے۔ کہ یہ پلاٹ ان میں تقسیم کریں۔

وزیر منصوبہ و ترقیات :-

رولز اینڈ ریگولیشن کے مطابق اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔

نمبر ۱۲۳ - مس پری گل آغا :-

کیا وزیر منصوبہ بندی، بتلائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صوبے میں خواتین کی بہبود کے لئے فنڈ مختص کر رکھے ہیں - ؟

(ب) اس فنڈ کا مصرف کیا ہے - اور کن کن مدات میں خرچ کیا گیا ہے -

(ج) کیا خواتین بہبود فنڈز میں نمائندہ خواتین کو شامل کیا گیا ہے - تفصیلات سے آگاہ کیا جائے - ؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات :-

(الف) جی ہاں !

وفاقی حکومت (خواتین ڈویژن) نے صوبائی حکومت کے لئے فنڈ مختص کر رکھے ہیں -

(ب) یہ فنڈ خواتین کی ترقیاتی اسکیموں پر خرچ کئے جاتے ہیں - جن کی تفصیل درج ذیل ہے -

(ج) جی ہاں !

خواتین بہبود فنڈ میں نمائندہ خواتین کو شامل کیا جاتا ہے - ادرئیے مالی سال کے شروع میں سرکاری محکموں کی طرح نمائندہ خواتین کی تنظیموں کو اپنے منتخب منصوبے پیش کرنے کی دعوت دی جاتی ہے - غیر سرکاری خواتین تنظیموں کو دی گئی امداد کی تفصیلات درج ذیل ہیں -

۱- انجمن خواتین بولان برائے ادارۂ دستکاری (صدر مس پری گل) ۱۰۰,۰۰۰

۲- اپوا ایسوسی ایشن برائے طالبات پرائمری سکول کی تعمیر (صدر بیگم مارکر) ۲۰۰,۰۰۰

۳- گرلز گائیڈ ایسوسی ایشن صدر بیگم حسن بلوچ ۶۵,۰۰۰
برائے تعلیم القرآن ادارہ دستکاری و رہنمائی کی تربیت

۴- ینگ سوشل اینڈ اکیڈمی (مس شاہین سعی) ۲۵,۰۰۰

۵- انجمن خواتین اسلام برائے مرکز صحت (بیگم جمیلہ داؤد) ۱۵۰,۰۰۰

۶- ای ایم ای سنٹر برائے ادارہ دستکاری (کمانڈر ای۔ایم۔ای) ۵۰۰،۰۰۹/-

رواں منصوبے :-

نمبر شمار	منصوبے کا نام	عملداری ادارہ	مقام	لاگت
۱	ٹائپنگ شارٹ ہینڈ سنٹر	محکمہ تعلیم	سبی خضدار	۲،۰۰۰۰۰
۲	ملازمت پیشہ خواتین کے بچوں کی نگہداشت کا مرکز	محکمہ سماجی بہبود	کوئٹہ	۲۴۹۰۰۰
۳	اوتھل میں سماجی بہبود کے تحت چلنے والے ادارہ دستکاری کی منتقلی	محکمہ سماجی بہبود	اوتھل	۳،۸۰۰
۴	ڈفرن ہسپتال کوئٹہ میں عمومی نرسنگ کی تربیت کیلئے (۱۵) وظائف کی فراہمی	ایم۔ایس لیڈی ڈفرن ہسپتال	کوئٹہ	۲،۴۲۰۰۰
۵	کھلاک میں قالین بافی کی تربیتی مرکز کا قیام	سیکرٹری صنعت کھلاک		۱۰،۲۰۰۰۰
۶	کوئٹہ میں سلائی اور کشیدہ کاری کے تربیتی مرکز کا قیام	" "	کوئٹہ	۷۱،۰۰۰
۷	ٹائپنگ اور شارٹ ہینڈ کے تربیتی مرکز کا قیام		کوئٹہ	۱۶۱،۰۰۰
۸	گورنمنٹ کالج برائے خواتین میں ٹائپنگ اور شارٹ ہینڈ کی کلاس	محکمہ تعلیم	کوئٹہ	۱۲۵۰۰۰
۹	ویمن کوارڈینیشن سیل محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات	منصوبہ بندی و ترقیات	کوئٹہ	۴۴۰۰۰
۱۰	دیہی خواتین کے لئے گابوں کی دیکھ بھال کا تربیتی ادارہ	محکمہ لائیوسٹاک	چمن۔پشین	۹۲،۷۵۸
۱۱	سول ہسپتال کوئٹہ میں زنانہ وارڈ کی تعمیر و توسیع	محکمہ صحت	کوئٹہ	۲۹،۱۵،۰۰۰
۱۲	کمیونٹی سنٹر کی تعمیر	کمشنر مکران	گوادر	۳،۹۰،۰۰۰
۱۳	قومی تعلیمی تربیت گاہ کا قیام	خواتین ڈویژن	کوئٹہ	۸،۱۹،۰۰۰

تکمیل شدہ منصوبے

نمبر شمار	منصوبے کا نام	عملداری ادارہ	مقام	لاگت
۱ -	ملازمت پیشہ خواتین کے لئے ہاسٹل کی تعمیر	کمشنر مکران	تربت	۷,۸۲,۰۰۰
۲ -	کوئٹہ کے قریب دو دیہاتوں میں کمیونٹی ہال	اپوا ایسوسی ایشن	کلی کرانی کلی شادیزئی سبتما	۲,۱۲,۰۰۰
۳ -	سبی میں ملازمت پیشہ خواتین کے لئے ہاسٹل کی تعمیر	کمشنر سبی	سبی	۱۳,۵۰,۰۰۰
۴ -	لیڈی ڈفرن ہسپتال میں تین کمروں کی تعمیر اور ایکسرے پلانٹ کی فراہمی	ایم ایس لیڈی ڈفرن ہسپتال		۷,۵۰,۰۰۰
۵ -	لیڈی ڈفرن ہسپتال میں ایک عدد نئے او۔پی۔ڈی بلاک کی تعمیر	〃 〃	کوئٹہ	۵,۹۲,۰۰۰
۶ -	کوئٹہ اور قلات میں پیشہ وارانہ ادارے کیلئے سازوسامان کی خریداری	سیکرٹری صحت	کوئٹہ	۳,۴۰۰۰
۷ -	تعلیم بالغاں کے سلسلے میں خواتین کے لئے دس عملی مراکز کا قیام	محکمہ سماجی بہبود	لورالائی سبی قلات چمن مسلم باغ بیلہ۔ اوتھل خضدار۔ گوادر کوئٹہ	۲,۱۰,۰۰۰

یہیں ویمن ڈویژن نے بلوچستان کی خواتین کے لئے دیا تھا۔ یہ آج سے تقریباً چھ سات سال پہلے کی بات ہے۔ جب ہم نئے نئے کونسلر منتخب ہو کر آئے تھے۔ رحیم الدین صاحب نے ہماری حوصلہ افزائی کے لئے یہ رقم دی تھی۔ جس سے ہم نے خواتین کے لئے مشینیں خریدی تھیں۔ بلوچستان اسمبلی میں جو خواتین منتخب ہوئی ہیں۔ انہوں نے بلوچستان کی خواتین کے لئے کیا کام کیا ہے۔ میں نے یہ سوال کیا تھا کہ کیا خواتین بہبود فنڈز میں نمائندہ خواتین کو شامل کیا گیا ہے۔؟ اور حکومت نے خواتین کی بہبود کے لئے فنڈز مختص کئے ہیں۔؟ میرا سوال یہ تھا۔ (تالیاں)

وزیر ترقیات و منصوبہ بندی:۔

میں مس پری گل کا مشکور ہوں۔ کہ وہ اس مسئلہ کو سامنے لائیں۔ جیسا کہ آپ جانتی ہیں کہ ہمیں آئے ہوئے ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ہے۔ یہ مسئلہ آپ کو بجٹ سے پہلے اٹھانا چاہیئے تھا۔ اس سے پہلے کیا ہوا۔ اس کی ذمہ داری ہم پر عائد نہیں ہوتی بجٹ بنانے کا کام فروری میں شروع ہوتا ہے۔ میں اپنی معزز خاتون رکن سے کہوں گا کہ وہ آئندہ سال کے بجٹ کے لئے ابھی سے تیاری کریں۔ اس بجٹ میں کیوں نہیں ہوا۔؟ اس کا جواب میں نہیں دے سکتا۔

مس پری گل آغا:۔

جناب والا! آج کل ایک دن کا بھروسہ نہیں ہے۔ اگلے سال تک کون جئے گا۔ کیا ہم اگلے سال تک اسی طرح بیٹھے رہیں۔ ہم خواتین کے لئے کوئی کام نہیں کریں۔؟ خواتین ہم سے سوال کریں گی کہ آپ ممبر اسمبلی منتخب ہوئیں۔ آپ اس لئے منتخب نہیں ہوئی ہیں۔ کہ آپ صرف اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کر کے واپس آجائیں۔ لہذا میں آپ سے گذارش کرتی ہوں، اور یہ کہنا چاہوں گی۔ کہ آپ نے اتنا بڑا بجٹ بنایا تو آپ نے اتنا بھی خیال نہیں کیا کہ ہماری اسمبلی کی دو بہنیں ہیں۔؟

مسٹر اسپیکر:۔

مس پری گل کی بات جائز ہے، آپ کو خواتین کا کچھ خیال کرنا چاہیئے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:۔

جناب والا! پہلی بات تو شعبہ خواتین کا مسئلہ ہے۔ یہ بجٹ کے وقت ہوتا ہے۔ وہ وقت تو گذر گیا ہم اللہ سے دعا کریں گے اور مجھے یقین اور اُمید ہے کہ آپ فروری تک زندہ ہوں گی۔ آپ اس وقت کوشش کریں۔ اُس وقت ہم بھی آپ کی مدد کریں گے۔ دوسری بات بطور ایم۔پی۔اے آپ کو دعوت دی گئی تھی۔ آپ نے اسکیمیں دی ہوں گی۔ اگر دی ہیں۔ تو وہ شامل ہو گئی ہوں گی۔ کتابچہ بھی چھپ گیا ہے۔ آپ براہ مہربانی اس کی کاپی بھی لے لیں۔ اگر آپ نے اسکیمیں نہیں دیں تو میں اس کی ذمہ داری نہیں لے سکوں گا۔ پلوننگ صاحب کے پاس کتابچہ کی کاپی ہے۔ وہ آپ ان سے لے لیں اور اسے دیکھ لیں۔ اگر اسکیمیں دی ہیں تو انشاء اللہ اسے ہم پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہ رہا جواب۔!

***۔ ۱۲۵۔ مس پری گل آغا:۔**

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات یہ بتلائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بلوچستان رقبہ کے لحاظ سے ایک وسیع صوبہ ہے۔ اس وقت پورے صوبے میں نمائندہ خواتین کی تعداد صرف دو ہے۔ جن کا تعلق کوئٹہ شہر سے ہے۔؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹرانسپورٹ کی قلت کی وجہ سے نمائندہ خواتین کو دُور دراز علاقوں کی خواتین کے مسائل معلوم کرنے کے لئے سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایسے حالات میں ان کے پاس ٹرانسپورٹ کا ہونا بے حد ضروری ہے۔

(ج) اگر جزو (الف)، و (ب)، کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت خواتین بہبود فنڈ سے ٹرانسپورٹ

۹

۸۔ بلوچستان میں دیہی مرغبانی کی ترقی کے لئے خواتین سپروائزر کی تربیت	محکمہ حیوانات	کوئٹہ پشین تحصیلدار قلات سبی۔ تربت	۱۴,۰۰	۳
۹۔ بھر گاؤں میں خواتین کو بنیادی سہولیات کی فراہمی		پروجیکٹ ڈائریکٹر کوهلو	۶,۶۲,۰۰۰	
۱۰۔ سول ہسپتال تربت میں زنانہ وارڈ کی تعمیر	کمشنر مکران	تربت		
۱۱۔ ملازمت پیشہ خواتین کے لئے ہاسٹل کی تعمیر	محکمہ تعلیم	لورالائی	۱۸,۰۰,۰۰۰	
۱۲۔ خواتین اساتذہ کے لئے ہاسٹل کی تعمیر	محکمہ تعلیم	سبی پشین		

دینے کی تجویز پر غور کرے گی۔ تاکہ نمائندہ خواتین وقتاً فوقتاً صوبہ کے مختلف علاقوں کا دورہ کر کے خواتین کے مسائل معلوم کر کے حکومت کو صحیح رپورٹ پیش کر سکیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:۔

اس سوال کا تعلق محکمہ منصوبہ بندی سے نہیں ہے۔

مس پری گل آغا:۔

جناب والا! ہم یہاں عوام کی آواز اٹھانے ہیں لیکن ہمیں گول مول جواب دیا جاتا ہے آپ ملاحظہ فرمائیں کہ سوال کیا ہے اور انہوں نے کیا جواب دیا ہے۔؟

مسٹر اسپیکر:۔

مس پری گل آپ کو چاہیئے کہ آپ ایوان کے تقدس کو مدنظر رکھیں اور اسپیکر سے مخاطب ہو کر بات کریں۔

مس پری گل آغا:۔

جناب اسپیکر! اگر آپ کا وقار مجروح ہوا ہے۔ تو میں اس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ آپ میرے رفیق ہیں اور اس معزز ایوان کے اسپیکر ہیں۔ لہذا میں آپ کی عزت کرتی ہوں۔

مسٹر اسپیکر:۔

اس سوال کا جواب ایک دو دن میں دے دیا جائے گا۔ جو بھی وزیر صاحب

متعلق ہوں اسی کو منٹ کرلیں۔ شاید یہ جمالی صاحب کے فکر سے متعلق ہے۔

مس پری گل آغا:۔

اچھا شکریہ

نمبر۔ ۱۴۵۔ مس پری گل آغا:۔

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے کیو۔ ڈی۔ اے اور دیگر محکموں کے ترقیاتی مسائل کے حل کے سلسلہ میں مختلف گورننگ باڈی کمیٹیاں تشکیل دی ہیں۔ ان تشکیل شدہ کمیٹیوں میں نمائندہ خواتین کو شامل نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو کیا حکومت نمائندہ خواتین کو مذکورہ کمیٹیوں میں نمائندگی دینے پر غور کرے گی۔ ؟۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:۔

کیو۔ڈی۔اے کی گورننگ باڈی میں کوئی کمیٹی تشکیل نہیں دی گئی ہے۔

مس پری گل آغا:۔

(ضمنی سوال) جناب یہ جو کیو۔ ڈی۔اے کی گورننگ باڈی ہے۔ یہ اس وقت سے ہے جب جیم الدین صاحب گورنر ہوتے تھے۔ میں نے تو اسی کمیٹی کے متعلق پوچھا جس کے ممبر بھی ممبر ہیں۔ ڈسٹرکٹ کونسل کا چیئرمین بھی ممبر ہے۔ اور متعلقہ وزیر بھی اس کے ممبر ہیں۔

مسٹر اسپیکر:۔

آپ مس پری گل کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے ان کو بھی گورننگ باڈی کا ممبر بنالیں ۔

مس پری گل آغا۔

اب جبکہ اس کمیٹی کا میئر بھی ممبر ہے۔ ڈسٹرکٹ کونسل کا چیئرمین بھی ممبر ہے اس کے علاوہ آپ نے کئی ممبر رکھے ہوئے ہیں۔ تو میں چاہتی ہوں کہ ہمارا بھی حق بنتا ہے۔ ہم بھی عوام کی خدمت کیلئے آئے ہیں۔ اس لئے ہمیں بھی اس میں نمائندگی دی جائے۔ اور ہمارے ساتھ ناانصافی نہ کی جائے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:۔

کیو۔ ڈی۔ اے جو گورننگ باڈی ہے۔ وہ اس حکومت سے پہلے کی ہے۔ اب اس میں کیا ردّو بدل لایا جائے۔ اس کے متعلق میں دیکھ لوں گا۔ کہ اس سلسلے میں کیا ہوسکتا ہے۔ اور قانون کے مطابق ہم اس میں کیا ردّو بدل کرسکتے ہیں۔

*۔ ۱۱۷ مس پری گل آغا۔

کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم یہ بتائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صدر پاکستان نے گذشتہ دورہ بلوچستان کے دوران اعلان کیا تھا کہ قائد جناح میونسپل گرلز ہائی سکول کو کالج کا درجہ دیا جائے گا ۔؟

(ب) کیا مذکورہ اسکول کو کالج کا درجہ دیا گیا ہے۔ اگر نہیں تو اسکی کیا وجہ ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ گرلز اسکول کی عمارت کی حالت بہت خراب ہے۔ کافی عرصہ سے مرمت نہ ہونے کی وجہ سے اسکول کی عمارت کے منہدم ہونے کا خطرہ لاحق ہوگیا ہے۔ کیا اسکول کی مرمت کے لئے حکومت فوری اقدام کرے گی۔ تفصیلات سے آگاہ کیا جائے۔

وزیر بلدیات۔

(الف) جزوی طور پہ درست ہے۔ کیونکہ محترم صدر پاکستان نے مذکورہ اسکول

کو کالج بنانے کی تجویز پر غور کرنے کا حکم دیا تھا۔

(د) (ب) جی نہیں کیونکہ قابلِ عمل نہیں ہے۔

(ج) کسی حد تک درست ہے۔ تاہم اسکول کی مرمت وغیرہ کے سلسلہ میں احکامات کوئٹہ میونسپل کارپوریشن کو دیئے جا چکے ہیں۔

مس پری گل آغا:-

(ضمنی سوال) جناب اسپیکر! میرے سوال کا جواب بہت مختصر دیا گیا ہے۔ میں نے یہ سوال کیا تھا کہ جس وقت صدر پاکستان نے بلوچستان کا دورہ کیا تھا۔ انہوں نے کھلی کچہری میں دس پندرہ ہزار آدمیوں کے سامنے یہ اعلان کیا تھا۔ کہ اس سکول کو کالج کا درجہ دیا جائے گا۔ اور میں اسلام آباد جاکر اس کے متعلق آرڈر کروں گا۔ مگر ان کو گئے ہوئے چھ سال ہو گئے ہیں۔ مگر ابھی تک کچھ نہیں ہوا۔ میں اپنے وزیر بلدیات صاحب سے گزارش کرتی ہوں کہ وہ اس کے لئے کچھ کریں۔ یہ اسکول کوئٹہ میونسپل کارپوریشن کا ہے۔

وزیر بلدیات:-

اس کا جواب تو میں نے دے دیا ہے۔

مسٹر اسپیکر:-

کیا آپ اس جواب سے مطمئن ہیں۔

وزیر بلدیات:-

جناب والا! میں نے تمام ہاؤس کے سامنے اس کا جواب دیدیا ہے۔ آپ بھی اس کو پڑھ لیں۔

مسز پری گل آغا:۔

جناب والا! میں آپ سے یہ گذارش کروں گی کہ ہمیں تسلی بخش جواب نہیں دیا گیا ہے۔ آپ دیکھیں اس وقت ہمارے کتنے ساتھیوں نے سوالات بھیجے ہیں! کس نے سوالات نہیں بھیجے ہیں۔ سوالات صرف ہم نے بھیجے ہیں۔ کیونکہ ان سب اراکین کو پتہ تھا کہ یہاں سوالوں کا صحیح جواب نہیں دیا جاتا ہے۔

(تالیاں)

اس لئے میں آپ سے گذارش کرتی ہوں آپ ہمارے اسپیکر ہیں۔ آپ اس پر ضرور ایکشن لیں آئندہ ہمیں اپنے سوالوں کا صحیح جواب چاہیئے۔ ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔ (تالیاں)

مسٹر اسپیکر:۔

میں وزراء صاحبان اور وزیراعلیٰ صاحب سے کہوں گا کہ وہ سوالات کا صحیح جواب دیا کریں۔ تاکہ ممبر صاحبان مطمئن ہوسکیں۔ جواب واضح اور تفصیل سے دیا کریں۔ اس سے اس ہاؤس کا وقار بلند ہوگا۔ اور آپ کی بھی کارکردگی ظاہر ہوگی یہ ممبران صاحبان کا استحقاق بھی ہے۔ میں جام صاحب اور وزیر بلدیات صاحب سے کہوں گا۔ کہ وہ اس چیز کو صدر صاحب کے نوٹس میں لائیں۔ اور انہیں یاد دہانی کرائیں۔ اگر انہوں نے کالج کے متعلق کہا تھا۔ تو وہ اسے پورا کریں۔

مسز پری گل آغا:۔

جناب والا! میں آپ سے عرض کرتی ہوں۔ کہ آپ خود جاکر کارپوریشن کے اس اسکول کا معائنہ کریں۔ آپ اس اسکول میں جاکر دیکھیں گے۔ اس کی پوری چھت گری ہوئی ہے نیچے بچے پڑھتے ہوئے ڈرتے ہیں۔

مسٹر اسپیکر:۔ میونسپل کارپوریشن کو چاہیئے کہ وہ اس کی مرمت کے احکام جاری کرے۔

مس پری گل آغا :-

آپ ہمارے اسپیکر ہیں۔ آپ جا کر اس کو دیکھیں۔ آپ یقین کریں جب بچے سبق پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ تو چھت کی طرف ہی دیکھتے رہتے ہیں۔ کہ ایسا نہ ہو کہ کسی وقت دھڑام سے چھت گر جائے۔ میں اس اسکول کو دیکھنے کی آپ کو دعوت دیتی ہوں۔

مسٹر اسپیکر :-

یہ تو وزیر بلدیات کا کام ہے۔ وہ میونسپل کارپوریشن کے اسکول کو جا کر دیکھیں اور مرمت کے احکام جاری کریں

وزیر بلدیات :-

میں نے اسکی مرمت کے احکام جاری کر دیئے ہیں۔ جہاں تک کالج بنانے کا سوال ہے۔ تو میرے سے متعلق ہی نہیں ہے۔ یہ محکمہ تعلیم سے متعلق ہے۔ اس کے متعلق صدر صاحب نے غور کرنے کے لئے فرمایا تھا۔ آرڈر جاری کرنے کے لئے بس کہا تھا۔ ورنہ یہ کالج بن جائے۔

مس پری گل آغا :-

جناب والا ! یہ ساری چیزیں وزیر بلدیات سے متعلق ہیں۔ وہ اس کے متعلقہ انچارج ہیں

مسٹر اسپیکر :-

مس پری گل ! آج صرف آپ ہی کے سوال ہیں۔ اور آپ ناراض ہو رہی ہیں۔ آپ کو سوال کا جواب تو مل گیا ہے۔

مس پری گل آغا :-

جناب صحیح جواب نہیں ملتا ہے ۔ اس لئے دیگر ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان نے سوالات ہی نہیں بھیجے ۔ جب میں نے دیکھا کہ کوئی سوال نہیں بھیج رہا ہے ۔ تو میں نے ایکدن بیٹھ کر یہ سوال تیار کرکے بھیجے ہیں ۔ مگر ان تمام سوالوں کے صحیح جواب نہیں دئے گئے ہیں ۔

سردار دینار خان کرد :-

جناب والا ! میں نے آٹھ دس سوال روانہ کئے تھے مگر ان کا جواب نہیں ملا ہے ۔ اور آج کی لسٹ میں شامل نہیں ہیں ۔

مسٹر اسپیکر :-

آپ کے سوال کسی دوسرے محکمہ سے متعلق ہوں گے ۔ ان کا جواب کسی اور نشست میں آجائے گا ۔

وزیر اعلیٰ :-

جناب اسپیکر ! میں اس معزز ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں ۔ جس قدر سوالات اسمبلی میں آئے ہیں ۔ ان کا جواب دیا جائے گا ۔ جب تک ان تمام سوالات کے جو اسمبلی سکرٹریٹ میں موصول ہوئے ہیں ۔ جواب نہیں دئے جاتے ۔ اس وقت تک اسمبلی کا اجلاس ہوتا رہے گا ۔ (تالیاں)

*۱۴۰۔ مس پری گل آغا :-

کیا وزیر بلدیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے۔ کہ کوئٹہ شہر کے گنجان آباد علاقوں میں لوگوں نے ڈیری فارم بنا رکھے ہیں جو گندگی کے ساتھ ساتھ شہری آبادی کے لئے مضر صحت بھی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے۔ کہ لوکل گورنمنٹ ایکٹ کے تحت شہری آبادی میں ڈیری فارم بنانا غیر قانونی فعل ہے؛

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو کیا حکومت ڈیری فارموں کو فوری طور پر شہر سے باہر منتقل کرنے کے احکامات جاری کرے گی۔؟

وزیر بلدیات :۔

الف) ہاں یہ درست ہے۔ لیکن یہ بتانا ضروری ہے۔ کہ ایسی ڈیری فارم عرصہ سے قائم ہیں لیکن ان کا قیام شروع میں شہر کے کنارے ہوا۔ شہر کے بڑھنے کی وجہ سے یہ ڈیری فارم اب شہر کے اندر رہیں۔

(ب) نہیں یہ درست نہیں ہے۔

(ج) اگرچہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس ۱۹۸۰ء کے تحت لوکل کونسل کی حدود کے اندر ڈیری فارموں کے قیام کی ممانعت نہیں۔ تاہم ان کی وجہ سے صفائی کے مسائل ضرور پیدا ہوتے ہیں۔ جہاں تک کوئٹہ شہر سے ڈیری فارموں کو باہر منتقل کرنے کا تعلق ہے۔ لوکل گورنمنٹ میونسپل کارپوریشن کے زیر غور فی الحال کوئی تجویز نہیں۔ کیونکہ ڈیری فارم کو نکالنے کے لئے متبادل جگہ کا انتظام بھی ضروری ہے۔ جو میونسپل کارپوریشن کے وسائل میں نہیں۔ تاہم حکومت کوئٹہ ڈیلپمنٹ اتھارٹی کے ذریعہ کوئٹہ شہر کے ماسٹر پلان بنوا رہی ہے۔ مذکورہ پلان کے تحت ڈیری فارموں کی منتقلی اور متبادل جگہوں کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

نمبر ۱۳۱ - مس پری گل آغا:۔

کیا وزیر بلدیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے۔ کہ گذشتہ سالوں کے دوران خواتین کونسلروں کو کام کرنے کے لئے کسی

مستم کی رقم نہیں دی گئی۔ نیز خواتین کونسلروں کو کوئی اہمیت نہ دینے کی کیا وجو ہات ہیں۔
(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے، تو کیا حکومت خواتین کونسلروں کو ان کا جائز مقام دینے پر غور کرے گی۔؟

وزیر بلدیات:-

(الف) درست نہیں۔ حکومت نے مبلغ دو لاکھ تینتالیس ہزار روپے (۲،۴۳،۰۰۰) سال ۸۰-۱۹۷۹ء کے دوران مختلف کونسلوں کو برائے خواتین دیئے تھے۔ اس کے علاوہ حکومت نے مختلف کونسلوں کو یہ ہدایت جاری کی ہیں۔ کہ وہ خواتین پروگرام کے لئے سالانہ بجٹ میں رقم مختص کیا کریں۔ نیز یہ لوکل کونسلیں بجٹ میں ایسے پروگراموں کے لیے رقم مختص کرتی ہیں۔ یعنی کہ ضلع کونسل میونسپل کارپوریشن کم از کم دس ہزار (۱۰،۰۰۰) روپیہ اور میونسپل کمیٹیاں پانچ ہزار (۵،۰۰۰) روپے جب کہ ٹاؤن کمیٹیاں دو ہزار (۲۰۰۰/-) روپے سالانہ فراہم کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر ضلع کونسل کوئٹہ نے مختلف سالوں میں اس مد میں ایک لاکھ روپے سے زائد فنڈ مختص کئے ہیں۔
(ب) خواتین کونسلروں کو جائز مقام دیا گیا ہے۔ یہ ضروری ہے۔ کہ خواتین اپنا جائز مقام حاصل کرنے کے لئے اپنی جدوجہد جاری رکھیں۔

مس پری گل آغا:-

(ضمنی سوال) جناب اسپیکر، میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ پورے سال دو ہزار روپے میں ایک خاتون اپنے علاقے میں کیا کام کر سکتی ہے۔؟ حالانکہ آپ پچاس لاکھ اور اسی لاکھ روپے کی اسکیم دے سکتے ہیں۔ لیکن ایک خاتون کو پورے سال کے لئے صرف دو ہزار روپے دیتے ہیں۔ کیا یہ ظلم نہیں؟ آپ پورے بلوچستان میں لیٹر لکھ کر پوچھ لیں۔ جناب والا! خواتین کو ایک ہزار تو کیا۔ ایک روپیہ بھی نہیں ملتا۔ اس لئے خواتین چیختی ہیں۔ اور پوچھتی ہیں، تو چیئرمین صاحب کہتے ہیں۔ کہ ہم کیا کر سکتے ہیں۔ بجٹ میں پیسہ

ہی اٹھانا ہے۔

سردار احمد شاہ کھیتران وزیر بلدیات :۔

دو دو ہزار ایک ایک یونین کونسل کو دیئے جاتے ہیں۔ آپ کہیں کہ سارے صوبے میں کتنی یونین کونسلیں ہیں ؟

مس پری گل آغا :۔

جناب والا! میں پورے بلوچستان کی بات نہیں کر رہی بلکہ ڈسٹرکٹ کونسل کی بات کر رہی ہوں اگر ایک ڈسٹرکٹ کونسل میں خاتون ممبر کو پانچ یا دس ہزار روپے دیں گے۔ تو وہ کیا کام کر سکتی ہے یہ بھی تو نا انصافی ہے۔ وہاں ان کے پاس نہ کوئی دفتر ہے۔ اور نہ ہی دیگر کوئی سہولت ہے۔

مسٹر اسپیکر :۔

آپ ان کو جواب دینے کے لئے موقع تو دیں۔

مس پری گل آغا :۔

جناب والا! میں ان کو تفصیلاً بتانا چاہتی ہوں۔

وزیر اعلیٰ

جناب اسپیکر۔ میں اپنی محترمہ رکن کو بتلانا چاہتا ہوں۔ کہ یونین اور ڈسٹرکٹ کونسلوں

کے ارکان منتخب نمائندے ہوتے ہیں ۔ ان کو وہاں الاؤنسز یا تنخواہیں نہیں ملتی ہیں جیسا کہ صوبائی اسمبلی ، قومی اسمبلی یا سینیٹ کے لئے مقرر ہے ۔ وہاں پر ایسا نہیں ہے ۔ اگر معزز رکن چاہتی ہیں تو اس کے لئے بہ گیر طور پر اُن کو بات کرنا ہوگی کہ سارے پاکستان میں وہ اس معاملہ کو اٹھائیں ۔ ملک کی ساری یونین اور ڈسٹرکٹ کونسلیں اس زمرہ میں آتی ہیں ۔ لہذا میں وضاحت کرنا چاہتا تھا کہ یہ سوال یہاں پیش نہیں کیا جاسکتا ۔

مسٹر اسپیکر :۔

مجھے بھی یہ معلوم ہے کہ بلدیاتی اداروں میں دو پرسنٹ کے حساب سے جو پیسہ بنتا ہے وہ خواتین کو دیتے ہیں ۔

مس پری گل آغا :۔

آپ بذات خود ڈیرہ اسماعیل خان ڈسٹرکٹ کے چیئرمین رہ چکے ہیں ۔ آپ کے علم میں ہوگا کہ ایک مرتبہ خاتون ممبر کو دس ہزار روپے ملے تھے اور انہوں نے مشینیں لی تھیں ۔ میں سیکرٹری لوکل گورنمنٹ سے گزارش کروں گی کہ ان کے پاس معلومات ہیں ۔

مسٹر اسپیکر :۔

اس کے لئے آپ کو قرارداد پیش کرنا چاہیئے ۔ کہ ضلع اور یونین کونسلوں میں خواتین کے لئے فنڈز بڑھائے جائیں ۔

مس پری گل آغا :۔

جناب والا ہم تو چھ سالوں سے کہتے چلے آرہے ہیں اور تھک گئے ہیں ۔

میر عبد الکریم نوشیروانی :-

جناب اسپیکر! مس پری گل نے سوال کیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ یونین یا ڈسٹرکٹ کونسل کی خواتین کے لیے جو ڈی۔پی بنتا ہے۔ اس میں علاقہ کی ایک یا دو نمائندہ خواتین اپنے مسائل شامل کرتی ہیں۔ کوارڈینیشن کمیٹی کی منظوری کے بعد فنڈز آتے ہیں لیکن وہاں خاتون نمائندوں کی تعداد کم ہوتی ہے۔ اس طرح رقم بھی کم ملتی ہے۔

مسٹر اسپیکر :-

اب محترمہ ممبر اپنا اگلا سوال پیش کریں۔

مس پری گل آغا :-

مجھے نہ تو وزیر متعلقہ اور نہ ہی جام صاحب نے تسلی بخش جواب دیا ہے۔ اگرچہ جواب نامکمل ہے لیکن خاموش رہنا بہتر ہے۔

*۱۲۱۴ مس پری گل آغا :-

کیا وزیر تعلیم از راہ کرم یہ بیان فرمائیں گے۔ کہ

(الف) کیا یہ درست ہے۔ کہ اس وقت بلوچستان کے تمام گورنمنٹ پرائمری اسکولوں کی عمارتوں کی حالت بہت خراب ہے۔ اور زیر تعلیم بچے ٹاٹ / فرنیچر نہ ہونے کی وجہ سے کھلے میدان میں مٹی پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو کیا حکومت ان اسکولوں کی عمارتوں کی مرمت اور صفائی اور بچوں کے لئے بہترین فرنیچر فراہم کرنے پر غور کرے گی۔؟

(وزیر اعلیٰ وزیر تعلیم کی غیر حاضری میں):۔

(الف) کسی حد تک یہ بات درست ہے۔ کہ بعض پرائمری اسکولوں کی عمارتیں مرمت طلب ہیں۔ اس وقت صوبے میں چار ہزار دو سو پینتالیس (۴۲۴۵) پرائمری اور تیرہ سو مساجد پرائمری اسکول ہیں۔ گذشتہ مالی سال (۸۵-۱۹۸۴) کے دوران پرائمری اور مڈل اسکولوں کی مرمت پر گیارہ ملین روپے خرچ کئے گئے۔ اور اس سال کے ترقیاتی پروگرام میں بھی یہ سکیم منظور شدہ ہے۔ تاکہ باقی ماندہ اسکولوں کی مرمت کی جا سکے۔ جہاں تک ٹاٹ اور فرنیچر کی فراہمی کا تعلق ہے۔ بعض سکولوں میں ان چیزوں کی کمی سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس طرف پوری توجہ دی جا رہی ہے کہ یہ کمی پوری کی جائے۔ اور بچوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ درحقیقت سکولوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اور مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے اس قسم کی شکائتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ محکمہ تعلیم ان مشکلات پر قابو پانے کے لئے حتی المقدور کوشش کر رہی ہے۔

(ب) جواب جزو (الف) میں شامل ہے۔

مس پری گل آغا:۔

جناب اسپیکر! پورے بلوچستان کی تو نہیں۔ لیکن کوئٹہ شہر کی بات بتا دوں کہ اسکولوں میں اساتذہ اینٹوں پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ اور بچوں کے لئے ٹاٹ نہیں ہیں۔ آپ معائنہ کر کے دیکھ لیں۔ گلی عبدل سے آگے کی طرف جائیں۔ تو گل کرانی میں لڑکیوں کا پرائمری سکول ہے۔ آپ یقین کریں کہ وہاں کا فرنیچر ٹوٹا ہوا ہے۔ اُستاد اینٹ پر بیٹھا ہے۔ کرسی کا آدھا حصہ غائب ہے۔ اسی طرح بلیک بورڈ کا آدھا حصہ بھی غائب۔ بچے مٹی سے بھرے ہوئے۔ مگر میرے سوال کا جواب کچھ اور ہے۔

وزیر اعلیٰ:۔

جناب اسپیکر! میں معزز رکن سے اتفاق کرتا ہوں۔ کہ ہمارے تعلیمی اداروں میں

پرائمری، مڈل اور ہائی اسکولوں کی حالت ایسی ہی ہے۔ میں نے خود دیکھا ہے۔ جو کچھ انہوں نے کہا درست ہے۔ آپ کو مجھ سے اتفاق ہوگا۔ کہ ابھی مجھے صرف پانچ ماہ کا عرصہ ہوا ہے، چونکہ یہ معاملہ بہت بڑا اور وسیع ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اسکولوں کی مرمت فرنیچر اور ٹاٹ وغیرہ کے لیے اس قدر رقم درکار ہے۔ کہ اگر بلوچستان کی چار پانچ سال کی یکمشت آمدنی بھی اس مقصد کے لیے خرچ کی جائے تو کم ہے۔ لیکن میں محترمہ رکن کو یقین دلانا چاہتا ہوں۔ کہ ہم تعلیم کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ اور انشاء اللہ جہاں تک ممکن ہو سکا ہم تعلیمی اہمیت کی ضروریات کو پورا کریں گے۔

*۔ ۱۴۵۔ نصیر احمد باچا:۔

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ انٹرمیڈیٹ کالج چمن میں تین لیکچراروں کی کمی ہے۔ نیز کالج کے اردگرد کوئی چار دیواری بھی تعمیر نہیں کی گئی ہے ؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو کیا حکومت انٹرمیڈیٹ کالج چمن میں لیکچراروں کی کمی کو پورا کرنے اور کالج کی چار دیواری تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وزیر اعلیٰ:۔

(الف) یہ درست ہے کہ چمن کالج میں لیکچراروں کی تین اسامیاں خالی ہیں۔ ان میں اسلامیات کی ایک اسامی علامہ غلام محمد انصاری کی وفات کے باعث خالی ہوئی تھی۔ موجودہ پرنسپل جو اسلامیات میں ایم۔ اے ہیں۔ اسلامیات کی کلاس لے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ نباتیات اور تاریخ کی ایک اسامی خالی ہے۔ تاریخ میں چونکہ کوئی طالب علم نہیں اس لیے بچوں کی تعلیم کا ہرج نہیں ہو رہا۔ جونہی پبلک سروس کمیشن سے موزوں امیدوار دستیاب ہوئے یہ اسامیاں فوراً پر کر دی جائیں گی۔ جہاں تک چار دیواری کا تعلق ہے۔ دو اطراف میں دیواریں تعمیر ہو چکی ہیں۔ بجٹ کی کمی کی وجہ

سے باقی دو اطراف میں خاردار تار کی باڑ لگائی جا رہی ہے۔ جو عنقریب مکمل ہو جائے گی۔
(ب) جواب جزو (الف) میں شامل ہے۔

نصیر احمد باچا:۔

(ضمنی سوال) جناب والا! میں جناب سے پوچھنا چاہوں گا۔ اگرچہ کسی حد تک میرے سوال کا جواب صحیح ہے۔ لیکن اسلامیات کے لیکچرار کی وفات کو ایک سال ہو چکا ہے۔ کالج کے پرنسپل کب تک اجلاس لیتے رہیں گے۔ جہاں تک کالج کی چار دیواری کا تعلق ہے۔ جواب میں آپ نے فرمایا ہے کہ کالج کی چار دیواری میں سے دو اطراف کی دیوار بنی ہے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ صرف خاردار تاریں لگائی گئی ہیں۔ جب کہ ہمیں خاردار تاریں نہیں بلکہ پختہ دیوار چاہیئے۔

وزیر اعلیٰ:۔

اگر یہ جواب غلط ہے۔ تو اس غلط جواب پر محکمانہ کاروائی کی جائے گی۔ جہاں تک سوال کا تعلق ہے تو یہ آسامیاں پبلک سروس کمیشن کو جا چکی ہیں۔ اور جلد پُر ہو جائیں گی۔

نمبر ۱۲۴ - ارجن داس بگٹی:۔

کیا وزیر صنعت و حرفت یہ بیان فرمائیں گے کہ
(الف) کیا یہ درست ہے۔ کہ کوئٹہ، مستونگ، ہرنائی اور اوتھل میں لگائے گئے کارخانے بند کر دیئے گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے بیروزگاری کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔
(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو کیا حکومت نئے کارخانے چلانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ تاکہ بے روزگاری کا مسئلہ حل کیا جا سکے۔

وزیر صنعت و حرفت :-

(الف) صرف وولن سنٹر مستونگ بند کر دیا گیا ہے۔ باقی کارخانے بند نہیں کئے گئے ہیں۔
البتہ بولان ٹیکسٹائل مل بیلی اور لسبیلہ ٹیکسٹائل مل اوتھل میں اس وقت
بہت زیادہ خسارے اور سرمائے کی کمی کی وجہ سے پیداوار بند کر دی گئی ہے۔
ہرنائی وولن مل نے جزوی طور پر پیداوار خسارے اور سرمائے کی کمی کی وجہ سے
بند کر دی ہے۔
وولن سینٹر مستونگ (۷۶-۱۹۷۵ء) سے خسارے میں جا رہا تھا۔ حکومت بلوچستان
اس خسارے کو مزید برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ لہذا سینٹر کو ۳۰ ستمبر ۱۹۸۴ء
کو بند کر دیا گیا۔
وولن سنٹرل مستونگ کے کل ۱۴۴ مزدوروں میں سے ۹۳ کو وول سنٹر چوتو میں لگایا
گیا ہے۔ اور انہیں اس بات کے باوجود کہ کارخانے نے ابھی تک کام شروع نہیں
کیا۔ تنخواہیں دی جا رہی ہیں۔ بقیہ ۳۱ مزدوروں کو حب کے علاقے میں
پرائیویٹ کارخانوں میں روزگار دلانے کے انتظامات کئے گئے لیکن مزدوروں
نے اس سہولت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ صوبائی حکومت کی کوشش ہے کہ ان
ملازمین کو بھی کوئٹہ اور اس کے گرد و نواح میں لگائے جانے والے کارخانوں
لگا دیا جائے۔ مزید ۶ کو ڈی۔ٹی۔اے نے ملازمت دلانے کی پیشکش
کی ہے۔ دس کو کوئٹہ ڈیری فارم میں لگایا جا رہا ہے۔ باقی کو صوبائی
حکومت کے دیگر شعبوں میں لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ بولان اور
لسبیلہ ٹیکسٹائل ملز کے مزدوروں کو ابھی تک حکومت پاکستان باقاعدگی سے
تنخواہیں دے رہی ہے۔
ہرنائی وولن ملز جو حکومت پاکستان کے زیر انتظام ہے۔ ۱۹۷۸ء سے دو
کروڑ پچاس لاکھ روپے کے سالانہ خسارے پر چل رہا ہے۔ تقریباً پچاس مزدوروں
کو تین ماہ پہلے نکالا گیا ہے۔ حکومت بلوچستان کو اس صورتحال پر تشویش ہے۔

اور اس نے اس سلسلے میں حکومت پاکستان سے رابطہ رکھا ہوا ہے۔

(ب) صوبائی حکومت فی الحال سرکاری شعبہ میں کوئی نیا کارخانہ لگانے کا ارادہ نہیں رکھتی۔ البتہ نجی شعبہ میں صنعتوں کے قیام اور فروغ کے لئے مختلف مقامات پر صنعتی علاقے قائم کر رہی ہے۔ جہاں ہر قسم کی سہولیات مہیا کی جا رہی ہیں۔ ان میں قابل ذکر صنعتی علاقہ جات حب اور اوتھل ہیں۔ اس کے علاوہ سال رواں میں کوئٹہ اور ڈیرہ مراد جمالی میں بھی صنعتی علاقے قائم کئے جائیں گے۔ جن کی وجہ سے ان علاقوں میں بیروزگاری کا مسئلہ کافی حد تک حل ہو جائے گا۔ کوئٹہ صنعتی علاقے کے لئے پانی مہیا کرنے کے لئے پانی مہیا کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے ضروریات کے مطابق پانی ملتے ہی اس صنعتی علاقے کو ترقی دینے کے اقدامات اٹھائے جائیں گے۔ ڈیرہ مراد جمالی کے صنعتی علاقے کے لئے بورڈ آف ریونیو سے زمین حاصل کرنے کے لئے خط و کتابت ہو رہی ہے۔ جوں ہی زمین کا قبضہ حاصل ہوتا ہے۔ اسی وقت اس پر مزید کام کرنے کے لئے اقدام اٹھائے جائیں گے۔

ارجن داس بگٹی:۔

جناب اسپیکر! وزیر موصوف نے اتنا مفصل جواب پڑھ کر سنایا جیسا کہ انہوں نے فرمایا کہ ان ملوں میں بہت زیادہ خسارہ اور سرمائے کی کمی کی وجہ سے پیداوار بندی کر دی گئی ہے۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ خسارہ کیوں ہوا۔ اور اس خسارے کے کیا اسباب ہیں؟ کیا ہماری حکومت بلوچستان ان کو دوبارہ چلانے کے لئے کوئی اقدامات کر رہی ہے؟ اس کے علاوہ بے روزگاری کے خاتمہ کے لئے کیا کر رہے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ یہ بات ہمارے لئے بڑے دکھ کی ہے۔ یہ ہمارے لئے چیلنج ہے۔ بلکہ اس ایوان کے لئے چیلنج ہے۔ جب تک بے روزگاری ہو گی۔ اس وقت تک ہم ترقی نہیں کر سکتے۔ شکریہ۔

وزیر صنعت و حرفت :-

جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ سبجیکٹ وفاقی حکومت کا ہے۔ اس سے صوبائی حکومت کا تعلق نہیں ہے۔ پھر بھی میرے محکمہ نے جو معلومات اکٹھی کی تھیں وہ آپ کو فراہم کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ جہاں تک بیروزگار ہونے کا تعلق ہے۔ تو وفاقی حکومت تمام ملازمین کو تنخواہیں دے رہی ہے۔ بیروزگاری کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ تیسری بات یہ ہے۔ کہ وفاقی حکومت نے جو خط بھیجا ہے۔ وہ میں پڑھتا ہوں۔

" It will be noted that, the Federal Government are making every effort to disinvest both the Textile Mills to the private Sector. Any individual, Group or body interested from Baluchistan in taking over these Mills could get in touch with the Ministry of productlon.

The Matter may be brought to the notice of the Chief Minister".

ملاحظہ رہے کہ میں نے یہ اقتباس فیڈرل انسپکٹر جنرل برائے پراجیکٹس صوبہ بلوچستان کوئٹہ کے انگریزی خط نمبر ۲ الف آر (بی) بی ٹی ایم / پی ایس / ۲۹۸۸۸۵ مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۸۵ء سے پڑھا ہے۔ مذکورہ خط میں انہوں نے ایڈیشنل سیکرٹری وزارت پیداوار اسلام آباد کے انگریزی ڈی او لیٹر نمبر ۲۰۷۷ پی ایس / اے۔ ایس پی / ۸۵ مورخہ ۲۶ / جون ۱۹۸۵ء کی فوٹو کاپی چیف منسٹر صاحب کی خدمت میں ارسال کی تھی۔

*۱۲۶- مس پری گل آغا:۔

کیا وزیر صنعت و حرفت یہ بتلائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے۔ کہ بولان ٹیکسٹائل مل اور بیوٹیکسٹائل مل کافی عرصہ سے بند پڑی ہیں۔ جس سے بے روزگاری کا مسئلہ پیدا ہوگیا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس بیروزگاری کے خاتمہ کے لئے ان ملوں کو دوبارہ باقاعدہ طور پر چلانے کے لئے فوری اقدام اٹھانے پر غور کرے گی؟۔

وزیر صنعت و حرفت :۔

(الف) یہ درست ہے کہ بولان ٹیکسٹائل مل اوتھل ۲۴ ستمبر ۱۹۸۳ء سے پیداواری لحاظ سے بند ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ دونوں ملیں ابتدا ہی سے خسارے میں چل رہی تھیں اور یہ خسارہ تقریباً ۱۲۰ ملین روپے سالانہ فی مل تھا۔ ظاہر ہے کہ حکومت پاکستان خسارے کو زیادہ عرصہ تک برداشت نہیں کرسکتی تھی۔ اس لئے حکومت نے ان ملوں میں پیداوار بند کردی۔ لیکن کسی بھی مزدور کو نوکری سے نہیں نکالا گیا اور حکومت تقریباً ۳۶ ملین روپے سالانہ فی مل مزدوروں کی تنخواہوں اور دیگر مراعات پر خرچ کررہی ہے۔

(ب) حکومت پاکستان نے ان ملوں کو دوبارہ چلانے کی کافی کوشش کی لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ اس وقت تک حکومت کو ان دو ملوں کو چلانے پر تقریباً ۱۴۳ ملین روپے کا خسارہ ہوا ہے۔ سرمایہ کی کمی کی وجہ سے حکومت پاکستان ان دو ملوں کو ابھی تک نہیں چلاسکی۔ حکومت کی کوشش ہے۔ کہ ان ملوں کو چلایا جائے یا بصورت دیگر مناسب قیمت اور شرائط پر نجی شعبہ کے حوالے کر دیا جائے۔

میر عبدالکریم نوشیروانی

جناب اسپیکر! میں اس وقت یہاں ایک نکتہ استحقاق پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ہمیں پہلے فرمایا گیا تھا۔ کہ تمام ۔پی۔ اے صاحبان نے اپنے علاقوں کے لئے اسکیمیں دے دیں۔ ہر ایک کو اسی اسی لاکھ روپیہ کی اسکیم دینے کے لئے کہا گیا تھا۔ میں اس کے متعلق یہ کہوں گا کہ مہربانی فرما کر ان تمام اسکیموں کے لئے فنڈز ریلیز کر دیں۔ تاکہ وقت پر کام ہو سکے اور فنڈز بھی واپس سرنڈر نہ ہوں۔ آپ جب فنڈز ریلیز کریں گے تو جون قریب آچکا ہوگا۔ پیسے یا تو کچھ لوگوں کی جیبوں میں چلے جائیں گے۔ یا سرنڈر ہو جائیں گے۔ پچھلے سال خاران کے سولہ لاکھ روپے روپے سرنڈر ہوئے۔ اس لئے کہ یہ رقم وقت پر نہیں ملی تھی۔

جناب والا! میں گذارش کروں گا کہ اسمبلی کے ارکان نے جو اسکیمیں دی ہیں۔ مہربانی فرما کر ان کے لئے تمام ایم پی اے صاحبان کی اسکیموں کے لئے فنڈز ریلیز کر دیے جائیں۔ تاکہ وہ کام شروع کرا سکیں۔ (تحسین و آفرین)

مسٹر اسپیکر:۔

پراچہ صاحب آپ اس کے متعلق کچھ فرمائیں گے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:۔

جناب والا! میرے دوست نے جو فرمایا ہے۔ اس میں وضاحت کی ضرورت ہے۔ جو حقائق ہیں۔ وہ میں آپ کے سامنے تفصیل سے بیان کرتا ہوں۔ جب یہ کہا گیا تھا۔ اس وقت یہ حکومت برسر اقتدار آئی تھی۔ جیسا کہ آپ سب کو پتہ ہے۔ یہ حکومت اپریل ۱۹۸۵ء میں وجود میں آئی اس وقت بجٹ بن چکا تھا۔ بجٹ تیار کرنے کی کارروائی

فروری میں شروع ہو جاتی ہے۔ اس وقت ٹائم بہت کم تھا جب ہم اقتدار میں آئے۔ ہم نے یہ مناسب سمجھا کہ کس طرح سے ہم اپنے عوامی نمائندوں کو بھی اس بجٹ میں اکاموڈیٹ کریں۔ چنانچہ میں نے ان کو دعوت دی کہ آپ اسکیمیں بنا لائیں میں بعد میں اسلام آباد گیا ہوا تھا۔ میری عدم موجودگی میں ایک میٹنگ ہوئی جس میں اسی لاکھ روپے کی بات ہوئی۔ میں جب واپس آیا تو یہ بات میرے نوٹس میں آئی میں نے اپنے چیف منسٹر سے صلاح مشورہ کیا۔ اور ہم نے اپنے بھائیوں سے کہا آپ اپنی تجاویز دیں۔ اس کے لئے ہم نے باقاعدہ وقت رکھا اور ممبران صاحبان کو دعوت دی کہ آپ اپنی تجاویز پیش کریں۔ اب انہوں نے جو تجاویز دی ہیں۔ ان تو بعض ایسی ہیں۔ جو پچاس کروڑ سے زائد کی ہیں۔ بعض ایسی بھی ہیں جو اس سے کم ہیں۔ ان تمام اسکیمات کو ہم نے ایک کتابچہ کی شکل دے دی ہے۔ چیف منسٹر صاحب نے اسے جلد ترتیب دینے کے لئے کہا ہے۔ اور کل کی میٹنگ میں بھی اس بات پر بحث ہوئی ہے۔ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ ہم پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔ یعنی جو اسکیمیں ہمیں مکمل ملی ہیں۔ اور اسی لاکھ کی حد تک ہیں ان کو اکاموڈیٹ کر کے جلد کارروائی کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب والا! مگر ان تمام اسکیموں میں سے کچھ تو حد سے زیادہ ہیں۔ اور ان پر عمل درآمد بھی نہیں ہو سکتا ہے۔ مثلاً سینڈک کے پراجیکٹ کے متعلق کہا اب وہ تو سو کروڑ سے زیادہ ہے۔ کسی نے کہا کہ یہاں فلاں واٹر سپلائی اسکیم چاہیئے۔ اب ان تمام اسکیمات پر کتنا خرچ آئے گا۔ ان کے متعلق تو (Feasibility Report) چاہیئے۔ پی سی ون فارم ہو یہ ساری دفتری کارروائی دیکھنی پڑتی ہے۔ ہم سیاست دان تو چاہتے ہیں کہ یہ تمام اسکیمیں فوراً مکمل ہو جائیں۔ مگر جو ملک کے قوانین ہیں ان کی پابندی بھی ضروری ہے۔ جو طریقہ کار ہے۔ وہ ہمیں مجبور کرتا ہے۔ کہ اس پر عمل ہو۔

(Feasibility Report) بنے اور پی سی ون فارم بنائیں۔ جو سیکرٹری صاحبان اس کے متعلق کارروائی کریں۔ زیادہ اسکیمیں ایریگیشن زراعت سے متعلق ہیں۔ ایریگیشن میں واٹر سپلائی اسکیموں سے متعلق ہیں۔

اسکول اور ڈسپنسریوں کا خاص مسئلہ نہیں ہے۔ ہم نے تو ھدایات جاری کی ہیں کہ ان پر جلد از جلد کارروائی کریں۔

لہذا اب میں اپنے ساتھیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ ان افسروں کے پیچھے پڑیں۔ ہم بھی آپ کے ساتھ ہو جائیں گے۔ تاکہ جلد از جلد یہ ہو جائے۔ جب پی سی ون فارم آئیں گے۔ تو فنانس اس کو منظور کرے گا۔ وہ فنڈز تب دیں گے۔ یہ اس مسئلہ کے متعلق پوری صورت حال ہے۔ میں اپنے بھائی سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی اس موشن کو پریس نہ کریں۔ میں نے تو وضاحت کر دی ہے۔ اور مزید اگر چیف منسٹر صاحب اس پر کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔ وہ فرما سکتے ہیں۔ وہ لیڈر آف دی ہاؤس ہیں وہ اس کی وضاحت کر سکتے ہیں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی:۔

میں آپ سے گذارش کروں گا۔ کہ یہ جو جون ہمارے اوپر سانپ بن کر بیٹھا ہے۔ اس سے پہلے آپ فنڈ ریلیز کر دیں۔ یا جون کی پابندی ختم کر دیں تاکہ ہم جون کے بعد بھی فنڈز استعمال کر سکیں ورنہ فنڈز سرنڈر ہو جاتے ہیں۔ یا مخصوص لوگوں کی جیبوں میں چلے جاتے ہیں۔ (تالیاں)

وزیر اعلیٰ:۔

جناب والا! میں اس موشن کے متعلق کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ وزیر متعلقہ منصوبہ بندی و ترقیات نے وضاحت کر دی ہے۔ میں معزز رکن کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ان سکیموں پر عمل درآمد ہو گا۔ میں ان اسکیمات کو ایم پی اے صاحبان کی اسکیمات نہیں کہا کرتا۔ بلکہ یہ عوام کی اسکیمیں ہیں۔ اور ان ممبران کا عوام سے تعلق ہے۔ یہ تاثر بالکل غلط ہے کہ یہ اسکیمیں ایم۔ پی اے کی ہیں۔ یہ عوام سے تعلق رکھنے والی اسکیمیں ہیں۔ میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ جہاں تک مجھ سے ہو سکا۔ میں ان کے متعلق

کوشش کروں گا۔ فنڈز آپ کے سامنے آجائیں گے۔ ہم بھی اس اسمبلی میں ہونگے۔ میں نے تمام محکموں کو ھدایت کردی ہے۔ کہ ایم پی اے صاحبان نے جو اسکیمیں دی ہیں ان پر عمل درآمد چاہتا ہوں۔ اور میں نے ان کو کہا ہے۔ یہ آپ کے لئے ایک چیلنج ہے۔ مجھے خوشی ہے۔ انہوں نے یہ چیلنج قبول کیا ہوا ہے۔ اور چونکہ صاحب اس کے لئے کوشاں ہیں۔ میں تسلی دیتا ہوں ممکن ہے جون سے پہلے فنڈز آجائیں اور کام شروع ہو جائیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب پھر حکومت کو طرح تحسین پیش کریں گے۔

میر عبدالغفور بلوچ :۔

جناب اسپیکر ! میں بھی اس کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ہم نے جو اسی لاکھ روپے کی اسکیمیں دی ہیں ان کا بجٹ تو منظور ہو جائے گا۔ مگر جو جاری اسکیمیں ہیں ان کے فنڈز ابھی تک نہیں ملے ہیں۔ چار ماہ سے زائد عرصہ گذر گیا ہے اور فنڈز ابھی تک نہیں ہیں۔ اب جو نئی اسکیمیں لے۔ ڈی پی کی ہیں۔ اور پچھلے سال کی جو جاری اسکیمیں ہیں۔ ان کے فنڈز جولائی میں ریلیز کر دیئے جائیں۔ لیکن ابھی یہ کہا جاتا ہے۔ کہ فنڈز ابھی نہیں ہیں۔ پی سی ون فارم نہیں بنے ہیں۔ اور ان کی فیزیبلٹی رپورٹ نہیں ہے۔

جناب اسپیکر! نئی اسکیموں کے لئے تو ہوتا رہے گا لیکن پرانی اسکیموں کے لئے تو فنڈز مہیا ہونے چاہئیں۔ لہذا میری گذارش ہے۔ کہ آن گوئنگ اسکیموں کے لئے فنڈز ریلیز کر دیئے جائیں۔ کیونکہ میرے علاقے میں آن گوئنگ اسکیموں کے لئے گذشتہ سال ۱۹۸۲ء کے لئے دیئے گئے فنڈز ایک مرتبہ (lapse) لیپس ہوگئے ہیں۔ اب جون کے بعد تین مہینے گذر چکے ہیں۔ آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔

مسٹر اسپیکر :۔

اس کے لئے آپ کو نیا سوال دینا چاہیئے تھا تاہم لے۔ ڈی۔ پی میں شامل گوادر

کی آن گوئنگ (پرانی اسکیموں) کے لئے فنڈز ریلیز کردیئے جائیں۔ یہ وزیر اعلیٰ سے میری گذارش ہے۔

میر عبدالغفور بلوچ :-

جناب اسپیکر! اپنے سوال کے بارے میں فرمایا۔ ہم کو سیشن شروع ہونے سے صرف تین دن قبل اطلاع ملی اور ہم دوڑتے ہوئے آئے میری گذارش ہے۔ کہ سیشن ہونے سے کم از کم پندرہ بیس دن پہلے ہمیں مطلع کرنا چاہیئے۔ تاکہ ہم اپنے سوالات بھیج سکیں۔

مسٹر اسپیکر :-

اس سلسلے میں وضاحت کردوں کہ ممبر حضرات کو چاہیئے۔ کہ سیشن ختم ہوتے ہی اگلے سیشن کے لئے اپنے سوالات اسمبلی سکریٹریٹ کو بھیجنا شروع کر دیا کریں دوسری بات میں وزیر اعلیٰ صاحب سے کہتا ہوں کہ اسمبلی کے اجلاس کا تعین بیس دن قبل ازوقت ہونا چاہیئے۔ تاکہ اسمبلی سکریٹریٹ سوال متعلقہ محکمہ کو جواب حاصل کرنے کے لئے بھیج سکے۔ کیونکہ صرف تین دن کے اندر اندر سوالات کے جواب نہیں مل سکتے لہذا بیس دن کا پیشگی وقفہ ضروری ہے۔

میاں سیف اللہ خان پراچہ

وزیر منصوبہ بندی وترقیات :-

جناب اسپیکر! سوالات پیش کرنے کے متعلق تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ ممبر صاحبان کو سیشن شروع کرنے کی اجازت چاہتے ہوئے عرض کرتا

ہوں کہ ممبر صاحبان کو سیشن شروع ہونے کا انتظار نہیں کرنا چاہیے - بلکہ جونہی سیشن ختم ہو وہ اپنے سوالات بھیج دیں۔ ان کو فی شعبہ دس دس سوالات دریافت کرنے کی اجازت ہے - میں سمجھتا ہوں کہ معزز اراکین کو انتظار کی ضرورت نہیں -

مسٹر اسپیکر :-

مسٹر کریم نوشیروانی صاحب ! آپ نے جام صاحب کی یقین دہانی سن لی ہے اور آپ اپنی تحریک استحقاق پر زیادہ اصرار نہیں کرنا چاہتے۔ لہذا میں اسے مسترد کرتا ہوں -

مسٹر عبدالکریم نوشیروانی :-

جناب اسپیکر ! میں اپنی تحریک استحقاق واپس لیتا ہوں - شکریہ -

مسٹر اسپیکر :-

اب سیکریٹری اسمبلی اعلانات کریں گے -

اعلانات !

مسٹر اظہر سعید خان سیکرٹری اسمبلی :-

بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و ضوابط کار کے قاعدہ نمبر ۱۳ کے تحت اسپیکر صاحب نے حسب ذیل اراکین کو اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لئے علی الترتیب صدرنشین مقرر کیا ہے

(۱) سردار دینار خان کرد
(۲) میر فتح علی عمرانی ۔
(۳) حاجی محمد شاہ مردان زئی ۔
(۴) مس آمنا پری گل ۔

رخصت کی درخواستیں ۔ ؟

مسٹر اسپیکر:۔ اب رخصت کی درخواستیں پیش کی جائیں گی ۔

سیکرٹری اسمبلی:۔ میر سلیم اکبر بگٹی کی درخواست ۔

" تین اکتوبر سے شروع ہونے والے بلوچستان صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں بوجہ علالت شرکت نہیں کر سکتا ۔ رخصت منظور کی جائے ۔

مسٹر اسپیکر:۔ سوال یہ ہے رخصت منظور کی جائے ؟
(رخصت منظور کی گئی)

بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ء میں ترمیم

مسٹر اسپیکر:۔ اب آغا عبدالظاہر صاحب بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ ۱۹۷۳ء میں ترامیم کی تحریک پیش کریں گے۔

آغا عبدالظاہر:۔ جناب اسپیکر! میں آپ کی اجازت سے مجوزہ ترامیم ایوان کی خدمت میں پیش کرنے سے قبل یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ء میں آئین ترامیم کے پیش نظر بعض ترامیم کرنا ناگزیر تھیں ۔ محکمہ قانون نے

اسمبلی سکریٹریٹ کی مجوزہ ترامیم کو نظر انداز کرتے ہوئے مذکورہ قواعد میں ترامیم کا مسودہ خود تیار کرکے منظوری حاصل کی اور اسمبلی سکریٹریٹ سے ان کو (Publication) کرنے کے لئے کہا ان ترامیم کے مطابق اراکین اسمبلی تمام بجٹ اجلاس کے دوران سوالات دریافت نہیں کرسکتے۔ جس سے اراکین اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ لہذا اس حق کو بحال کرنے کے لئے قواعد میں ترامیم کرنا مناسب سمجھا گیا۔ مجوزہ ترامیم کے ساتھ ساتھ چند دیگر آئین ترامیم کی مطابقت میں ترامیم بھی پیش ہیں۔ جن کی تفصیل مجوزہ ترامیم میں درج ہیں اور یہ معزز اراکین کی خدمت میں آرڈر آف دی ڈے کیساتھ منسلک کرکے پیش کردی گئی ہیں۔

جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجوزہ ۱۹۷۴ء میں حسب ذیل ترامیم پیش کرنے کی تحریک پیش کرتا ہوں۔ ترامیم یہ ہیں کہ:-

۱ - قاعدہ نمبر ۲ کے ذیلی قاعدہ (۱) کی کلاز (ھ) کی جگہ درج ذیل کا اندراج ہوگا، یعنی کہ -

"(ھ) وزیر اعلیٰ سے مراد آئین کے آرٹیکل ۱۳۰ کے تحت مقرر کردہ وزیر اعلیٰ ہے۔"

۲ - قاعدہ ۱۵ کے ذیلی قاعدہ (۲) کے بعد درج ذیل نئے ذیلی قاعدہ کا اضافہ ہوگا۔

"(۳) (الف) اس دن کی ترتیب کارروائی میں کوئی اور کارروائی شامل نہیں کی جائے گی جو وزیر اعلیٰ پر اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے کے لئے قرارداد پیش کرنے کی غرض سے مقرر کیا جائے گا۔"

۳ - قاعدہ ۳۳ کے جملہ شرطیہ کی جگہ، درج ذیل اندراج ہوگا۔ "جس دن میزانیہ پیش کیا جائے گا۔"

۴ - قاعدہ ۸۰ الف میں -

(الف) ذیلی قاعدہ (۲) کی جگہ درج ذیل کا اندراج ہوگا، یعنی کہ -
(۲) دن کی ترتیب کارروائی میں ایسا مسودہ قانون شامل کرنے کی غرض سے کوئی وزیر یا پارلیمانی سیکریٹری، سیکریٹری کو نوٹس دے

سکتا ہے۔ اور جتنا جلد ممکن ہوگا سیکرٹری ایسا کرے گا ۔"

(ب) ذیلی قاعدہ (۳) کی جگہ درج ذیل کا اندراج ہوگا ۔یعنی کہ۔

"(۳) مسودہ قانون پر غور کرنے کے لیئے مقررہ دن وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔"

مسٹر اسپیکر:۔

تحریک یہ ہے کہ :۔

بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ء کے

۱۔ قاعدہ ۲ کے ذیلی قاعدہ (۱) کی کلاز (ھ) کی جگہ درج ذیل کا اندراج ہوگا یعنی کہ ۔

"(ھ) "وزیر اعلیٰ" سے مراد آئین کے آرٹیکل ۱۳۰ کے تحت مقرر کردہ وزیر اعلیٰ ہے۔"

۲۔ قاعدہ ۱۵ کے ذیلی قاعدہ (۳) کے بعد درج ذیل نئے ذیلی قاعدہ کا اضافہ ہوگا۔

(الف) اس دن کی ترتیب کارروائی میں کوئی اور کارروائی شامل نہیں کی جائے گی ۔ جو وزیر اعلیٰ پر اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے کے لیئے قرار داد پیش کرنے کی غرض سے مقرر کیا جائے ۔"

۳۔ قاعدہ ۳۳ کے جملہ شرطیہ کی جگہ ، درج ذیل اندراج ہوگا۔ یعنی کہ۔

" مگر شرط یہ ہے کہ اس دن وقفہ سوالات نہیں ہوگا جس دن میزانیہ پیش کیا جائے گا ۔"

۴۔ قاعدہ ۸۰ الف میں

(الف) ذیلی قاعدہ (۲) کی جگہ درج ذیل کا اندراج ہوگا ، یعنی کہ ۔

(۲) دن کی ترتیب کارروائی میں ایسا مسودہ قانون شامل کرنے کی غرض سے کوئی وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری سیکرٹری کو نوٹس دے سکتا ہے اور جتنا

جلد ممکن ہوگا سیکریٹری ایسا کرے گا ۔"

(۳) مسودہ قانون پر غور کرنے کے لئے مقررہ دن وزیر یا پارلیمانی سیکریٹری یہ تحریک پیش کریں گے ۔ کہ مسودہ قانون کو فی الفور زیرِ غور لایا جائے ۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر اسپیکر :-

اب اگلی تحریک پیش کی جائے ۔

آغا عبدالظاہر :-

جناب اسپیکر ! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ مجوزہ ترامیم کو زیر بحث لایا جائے ۔

مسٹر اسپیکر :-

تحریک یہ ہے کہ :-

بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ء میں مجوزہ ترامیم کو زیر بحث لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر اسپیکر :-

اگلی تحریک پیش کی جائے ۔

آغا عبدالظاہر:- جناب اسپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں۔ کہ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ء میں مجوزہ ترامیم کو منظور کیا جائے۔

مسٹر اسپیکر:-

تحریک یہ ہے کہ:-
بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ء میں مجوزہ ترامیم کو منظور کیا جائے۔

مسٹر اسپیکر:- (مجوزہ ترامیم منظور کی گئیں)

مسٹر اسپیکر:-

وزیر اعلیٰ اپنے مسودات قانون ایوان میں پیش کریں۔

پرنس یحییٰ جان:-

جناب اسپیکر! میں اس سلسلہ میں پوائنٹ اٹھانا چاہتا ہوں۔

مسٹر اسپیکر:-

جو کچھ آغا عبدالظاہر صاحب نے پیش کیا۔ منظور ہو چکا ہے۔ اس میں کوئی پوائنٹ اٹھانے کی گنجائش نہیں ہے۔

پرنس یحییٰ جان

جناب والا! یہ جلدی میں منظور ہوا ہے۔ ہمارے بہت سے ممبران ۔۔۔۔

مسٹر اسپیکر:۔

ممبران اسمبلی ہی نے تواسکی منظوری دی ہے ۔

پرنس یحییٰ جان :۔

جناب اسپیکر یہ بہت اہم چیز ہے، آپ اسے مذاق نہ سمجھیں یہ وزیراعلیٰ کے انتخاب سے متعلق ہے ۔ چیف منسٹر کو یہ اسمبلی منتخب کرتی ہے۔ ایم پی اے منتخب کرتے ہیں ۔ آپ مہربانی فرماکر اس کا انتظام کریں ۔ جام صاحب کو ڈپٹی کمشنر یا کوئی اور تو مقرر نہیں کرسکتا ۔ ان کو ہم نے منتخب کیا ہے۔ اسی طرح ہر وزیراعلیٰ کو ہم نے منتخب کرنا ہے۔ ورنہ ایسے تو کل جام صاحب اور پھر پرسوں ان کی جگہ کوئی دوسرا اپائنٹ ہوکر آجائے گا۔ یہ اسمبلی ہے یا ......

مسٹر اسپیکر:۔

ہم آئین کو تو پاس نہیں کرسکتے ۔ بلکہ ہم آئین میں کی گئی ترمیم کے تحت اپنے قواعد انضباط کار میں ترمیم کر رہے ہیں ۔ یہ آئینی تقاضہ ہے۔

پرنس یحییٰ جان :۔

جناب والا! اسمبلی بھی تو ہمارے ہاتھ میں ہے ۔ کسی اور کے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔ آپ بھی بات کرنے کا موقع دیں ۔ شکریہ ۔

آغا عبدالظاہر :-

یہ ترامیم آئین کے تحت کی گئی ہیں ۔ ہم اس میں کچھ نہیں کر سکتے ۔ یہ قرآن کا لکھا ہوا ہے ۔ یہاں کوئی سنت نہیں چلے گی آئین ہر چیز سے بالاتر ہے ۔

پرنس یحیٰی جان :-

آئین بھی تو اللہ کا لکھا ہوا نہیں ہے ۔ اس طرح تو کل گورنر صاحب مہربانی فرماتے ہوئے جام صاحب کی جگہ کسی اور کو وزیراعلیٰ بنا دیں گے ۔ تو پھر ہمارے ایم پی اے ہونے کا کیا فائدہ ؟ ہمارا یہاں بیٹھنے کا کیا فائدہ ہے ... ؟

مسٹر اسپیکر :-

میں پہلے ہی واضح کر چکا ہوں کہ یہ ترامیم آئین کے تحت کی گئی ہے ۔ ہم آئین پر بحث نہیں کر سکتے ۔ اس لئے ہم نے اپنے قواعد و انضباط کار میں آئین کے مطابق ترمیم کی ہے ۔ آپ مہربانی فرما کر تشریف رکھیں ۔

پرنس یحیٰی جان :-

جناب والا ! ٹھیک ہے ۔ لیکن یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ درست بات نہیں ۔ ہم اسمبلی کے ممبرز ہیں اور قوانین کے مطابق چیف منسٹر کو یہاں سے منتخب ہو کر نہیں آنا چاہیئے ۔ باقی آپ کی مرضی ہے ۔

مسٹر اسپیکر :-

یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ۔ لہذا میں اسے مسترد کرتا ہوں ۔

مس پری گل آغا :-

جناب اسپیکر ! ہماری ٹیبل پر اب جو کچھ رکھا جا رہا ہے۔ یہ ایک ہفتہ پہلے ہمیں ملنا چاہیئے تھا۔ تاکہ ارکان اسمبلی اس کا مطالعہ کرکے بحث میں حصہ لے سکیں۔ میرے خیال میں یہ غلط بات ہے۔ اسمبلی کی کارروائی سے متعلق مواد ایک ہفتہ پہلے ہمیں دیا جائے۔ تاکہ ایم پی اے صاحبان مطالعہ اور مشورے کے بعد بحث میں حصہ لے سکیں۔

مسٹر اسپیکر :-

اب تو یہ پاس ہو چکا ہے، میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ آئین کے تحت اسمبلی کے قواعد میں ترمیم کی گئی ہے۔

مس پری گل آغا :-

یہ کس نے پاس کیا ۔ ؟

مسٹر اسپیکر :-

مس پری گل ۔ آپ بیٹھ جائیں ۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

مس پری گل آغا :-

پھر یہ تو اسمبلی نہ ہوئی ۔

مسٹر اسپیکر:۔

اب سرکاری کارروائی برائے قانون سازی کا وقت ہے۔ وزیر اعلیٰ اپنے بل ایوان میں پیش کریں۔

سرکاری کارروائی برائے قانون سازی!

وزیر اعلیٰ:۔ جناب اسپیکر میں آپ کی اجازت سے بلوچستان کے وزیر اعلیٰ اور صوبائی وزیر اعلیٰ (مشاہرات و مراعات و استحقاقات کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء (مسودہ قانون مسودہ قانون نمبر۲ مصدرہ ۱۹۸۵ء) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

مسٹر اسپیکر:۔ مسودہ قانون پیش کیا گیا۔ اب اگلا مسودہ قانون پیش کیا جائے۔

وزیر اعلیٰ:۔ جناب اسپیکر! میں آپ کی اجازت سے بلوچستان کے اسپیکر۔ ڈپٹی اسپیکر کے مشاہرات، مراعات و استحقاقات) کے (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء (مسودہ قانون نمبر۳ مصدرہ ۱۹۸۵ء) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

مسٹر اسپیکر:۔ مسودہ قانون پیش ہوا۔ اب اگلا مسودہ قانون پیش کیا جائے۔

وزیر اعلیٰ:۔ جناب اسپیکر! میں آپ کی اجازت سے۔ بلوچستان اسمبلی کے اراکین کے (مشاہرات ومراعات) کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء (مسودہ قانون نمبر۴) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

مسٹر اسپیکر:۔ مسودہ قانون پیش ہوا۔

اب چونکہ اسمبلی کے سامنے مزید کارروائی نہیں لہٰذا اجلاس اتوار مورخہ ۶؍اکتوبر ۸۵ء تک ملتوی کیا جاتا ہے

(اجلاس شام چھ بجکر پندرہ منٹ پر یکشنبہ مورخہ ۶؍اکتوبر ۱۹۸۵ء صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی ہوگیا)